97

# سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے جماعت احمدیہ کی بے مثال عقیدت

"پیسہ اخبار" اگرچہ ایک پرانا اخبار ہے لیکن معلوم ہوتا ہے۔ آج کل وہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جنہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق کچھ بھی واقفیت نہیں۔ اور جن کا مبلغ علم ادھر اُدھر کی سُنی سُنائی باتیں اور معاندین کے دُور از حقیقت اعتراضات ہیں۔ ورنہ ممکن نہیں۔ کہ جن لوگوں کی نظر سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریریں گزری ہوں۔ جنھوں نے جماعت احمدیہ کا لٹریچر۔ اور اس کی تبلیغی جدوجہد کا مطالعہ کیا ہو۔ اور جو عدل و انصاف کا مادہ اپنے قلب میں رکھتے ہوں ان میں سے کوئی یہ کہہ سکے۔ کہ:۔ "جب کوئی مسلمان مرزائی بن جاتا ہے۔ تو اس کا زاویۂ نگاہ بدل جاتا ہے۔ حضور خواجۂ دوسرا خاتم النبیین کی ذات نقدس مآب سے اس کی عقیدت روز بروز کم ہوتی چلی جاتی ہے" اور یہ ادعا کر سکے کہ دو مرزائیت اختیار کرنے کے بعد ان لوگوں کی عقیدت اور ارادت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دن بدن گھٹنی شروع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مرزائی حضور صلعم کا ذکر نہایت معمولی الفاظ میں بڑی لاپرواہی سے کرتے ہوئے سُنے گئے ہیں"۔ مگر "پیسہ اخبار" نے دیدہ دانستہ آنکھیں بند کر کے یا ناواقفیت کی وجہ سے یہ الفاظ لکھے ہیں۔ اور پھر بے دھڑک یہ فیصلہ صادر کر دیا ہے۔ کہ "احمدیت اسلام کی دُشمن ہے":۔

اس وقت گنجائش نہیں۔ کہ ان تحریروں میں سے بطور نمونہ ہی کچھ پیش کیا جا سکے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عشقِ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گداز ہو کر والہانہ رنگ میں لکھی ہیں۔ نثر میں لکھی ہیں۔ اور نظم میں رقم فرمائی ہیں پھر اُردو نظم میں۔ فارسی نظم میں۔ اور عربی نظم میں لکھی ہیں۔ کیونکہ ان کی بے حد کثرت ہے۔ ان میں سے صرف چند فقرات۔ اور وُہ بھی ایسے جو اس وقت فوری طور پر سامنے آ گئے۔ پیش کئے جاتے ہیں۔ وُہ لوگ جن کے دلوں میں کسی نہ کسی وجہ سے وُہ خیال جاگزین ہو جس کا اظہار "پیسہ اخبار" نے کیا ہے براہ مہربانی غور فرمائیں۔ کہ جس جماعت کا بانی سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس درجہ والا و شیدا ہو۔ جو سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں کا اس قدر گرویدہ ہو۔ جو فخر کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو ہی باعثِ نجات قرار دیتا ہو۔ کیا اس کے ماننے والے ایسے ہو سکتے ہیں۔ جن کی عقیدت رشد و ہدایت کے اس سرچشمہ سے کم ہو سکے۔ قطعاً نہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں نذرِ عقیدت پیش کرتے ہُوئے فرماتے ہیں:۔

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بُھلایا ہم نے

ہم ہُوئے خیرِ امم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

ایک فارسی نظم جس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جوشِ محبت سے آپ کا قلب پگھل رہا اور سینہ اُبل رہا ہے فرماتے ہیں:۔

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس
بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ
دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

بسے سہل ست از دُنیا بریدن
بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ

فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من
کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمدؐ

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

بدیگر دلبرے کارے ندانم
کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ

ان کے ساتھ ہی چند سطور نثر کی بھی پڑھ لیجئے۔ فرماتے ہیں:۔

"کوئی نبی اس مبارک نام کا مستحق نہ تھا۔ یہاں تک کہ ہمارے نبی کا زمانہ آگیا۔ وہ ایک خارستان تھا جس میں نبی کریمؐ نے قدم رکھا۔ اور ظلمت کی انتہا ہو چکی تھی۔ میرا مذہب یہ ہے۔ کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الگ کیا جاتا۔ اور کل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے۔ سب کے سب اکٹھے ہو کر وُہ کام اور وُہ اصلاح کرنا چاہتے۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کی تو ہرگز نہ کر سکتے۔ ان میں وُہ دل اور وُہ قوت نہ تھی۔ جو ہمارے نبی کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے۔ تو وہ نادان مجھ پر افترا کرے گا۔ میں نبیوں کی عزت و حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں۔ لیکن نبی کریمؐ

صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اسکو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کرے۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا ہے۔ جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء"

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں جس ہستی نے اس طرح کے گل ہائے عقیدت کا ایک عظیم الشان باغ کھلا دیا ہو۔ اور جس نے اس شان کے جواہرات محبت کے ڈھیر لگا دیئے ہوں۔ اس کی طرف اور اس کے خدام کی طرف یہ بات منسوب کرنا کہ ان کی عقیدت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کم ہو جاتی ہے بہت ہی بڑا ظلم اور حد سے بڑھی ہوئی بے انصافی ہے ہمارا دعوےٰ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ مبارک کے بیان کرنے اور آپ کی بے مثال خوبیوں کے ظاہر کرنے میں جس قدر تحریریں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجود ہیں۔ اور پھر ان میں جس اچھوتے اور دلپذیر رنگ میں قلبی جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس کی مثال گزشتہ تیرہ سو سال میں کہیں نہیں مل سکتی۔ اور حق تو یہ ہے کہ جس طرح صفحۂ عالم پر کوئی ایسا انسان نہ پیدا ہوا ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ جو ان صفات کا حامل ہو۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات والا صفات میں پائی جاتی ہیں۔ اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نام کے مصداق آپ اور صرف آپ ہی ہیں اسی طرح آپ کی مدح سرائی کرنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یکتا ہیں۔ کوئی انسان اس میں آپ کا مثل نہ پیدا ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ ہمارا یہ دعوےٰ یونہی نہیں۔ بلکہ دلائل پر مبنی ہے۔ اور جو شخص بھی آپ کی تحریرات کا مطالعہ حق و انصاف کو مدِ نظر رکھ کرے گا۔ وہ ضرور ہماری تائید کریگا۔

اس انسان کی غلامی کا دعوےٰ کرنے والوں کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جس قدر عقیدت اور محبت ہو سکتی ہے۔ اس کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور پھر یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ کہ دیگر طریقوں کے علاوہ اس وقت تمام دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جو ہر سال نہ صرف ہندوستان میں بلکہ جس جس ملک میں بھی وہ پائی جاتی ہے۔ ایک مقررہ دن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوبیاں غیر معمولی طور پر ظاہر کرنے اور انہیں آپ کی ذات والاصفات کا شیدا بنانے کے لئے جلسے منعقد کراتی۔ اور لٹریچر شائع کرتی ہے اور اس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں دنیا پر ظاہر کرتی ہے۔

اس مختصر سے مضمون میں صرف چند باتیں عرض کی جا سکی ہیں۔ مگر یہ بھی اس بات کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جماعت احمدیہ کی جس قدر عقیدت ہے۔ اور جس کا اظہار وہ ہر ممکن طریق سے کرتی رہتی ہے۔ اس کی مثال کسی اور جگہ ملنی محال ہے۔

## درخواست ہائے دعا

خان بہادر صاحب بٹریال سے اپنے مقدمات میں کامیابی کے لئے کریم بخش صاحب بھاگو بھٹی اپنے لڑکے رشید احمد کی امتحان میں کامیابی کے لئے اللہ بخش و مولا بخش صاحبان رعیہ ضلع امرتسر سے جنہیں ایک لڑائی کے دوران میں چوٹیں آئی ہیں اپنی صحت کے لئے الیاس الدین صاحب بہلولپور ضلع لاہور سے اپنے لڑکے ناصر الدین احمد کی امتحان میں کامیابی کے لئے اقبال احمد صاحب کلانور سے اپنے والد صاحب کی صحت کے لئے نیز اپنے پاؤں کے زخم کی صحت یابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

# مدینۃ المسیح

[illegible] حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۸ ½ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت بعد دوپہر ناساز رہی۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

آج بعد نماز مغرب آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے چند معززین کو دعوتِ طعام دی۔ جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شمولیت فرمائی۔

کل بعد نماز عصر جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کو دعوتِ چائے دی۔

## خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

## ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ہندوستان کے مندرجہ ذیل اصحاب دستی اور بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے

| نمبر | نام | مقام |
|---|---|---|
| ۵۵۱ | بابو عطاء اللہ صاحب | ضلع لاہور |
| ۵۵۲ | شیر محمد صاحب | " گورداسپور |
| ۵۵۳ | غلام محمد صاحب | " " |
| ۵۵۴ | سردار خان صاحب | " گجرات |
| ۵۵۵ | منشی خدا بخش صاحب | " شیخوپورہ |
| ۵۵۶ | احمد الدین صاحب | " گجرات |
| ۵۵۷ | نواب بی بی صاحبہ | ضلع گجرات |
| ۵۵۸ | عبد الغنی صاحب | " امرتسر |
| ۵۵۹ | شیخ دھنی صاحب | " پوری |
| ۵۶۰ | اہلیہ صاحبہ | " " |
| ۵۶۱ | مسٹر ایم محمد کویا صاحب | " مالابار |

## نتیجہ امتحان سالانہ ۱۹۳۸ء درجہ اولیٰ و ثالثہ

## جامعہ احمدیہ قادیان

### درجہ اولےٰ

| نمبر | نام | نمبر حاصل کردہ |
|---|---|---|
| (۱) | محمد یوسف | ۶۰۲/۹۰۰ اول |
| (۲) | حافظ قدرت اللہ | ۵۶۷ دوم |
| (۳) | محمد حفیظ | ۴۹۰ سوم |
| (۴) | محمود احمد بدر | ۴۷۸ |
| (۵) | محمد ابراہیم | ۴۶۶ |
| (۶) | محمد مجید | ۴۴۸ |
| (۷) | عطاء الرحمٰن | ۴۱۸ |
| (۸) | عبد الکریم | ۳۹۳ |
| (۹) | بابر علی | ۳۸۸ |
| (۱۰) | نور احمد | ۳۷۹ |
| (۱۱) | عمر خطاب | ۳۴۷ |
| (۱۲) | عبد الغفار | ۳۴۴ |

### درجہ ثالثہ

| نمبر | نام | نمبر حاصل کردہ |
|---|---|---|
| (۱) | بشیر احمد | ۶۴۷/۱۲۰۰ اول |
| (۲) | محمد سعید | ۵۸۱ دوم |

نوٹ: جامعہ احمدیہ یکم مئی ۳۸ء کو کھل جائیگا۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

الکتاب والحکمۃ

# بعض مضامین کے متعلق قرآن مجید سے استدلال

از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب

## ۱۵۳ - سونے کی خاک

جب میں قرآن میں سامری والے سونے کے بچھڑے کی بابت یہ آیت پڑھا کرتا تھا کہ لنحرقنہ ثم لننسفنہ فی الیم نسفًا - یعنی ہم اسے جلا دیں گے۔ پھر اس کی خاکستر دریا میں بکھیر دیں گے۔ تو میں حیران ہوتا تھا۔ کہ سونے چاندی کو آگ میں ڈالیں۔ تو پگھل کر ایک تھوبا بن جائے گا۔ نہ کہ خاک۔ کیا وہ لکڑی ہے۔ جو خاکستر بن جائے گا۔ اور اڑا کر سمندر میں ملا دیا جائے گا۔ مگر پھر یہ عقدہ کھلی۔ کہ پہلے آگ میں ڈالا۔ جب وہ پگھل گیا۔ تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر ہر قبیلہ کو دیئے کہ اسے کوٹ کوٹ کر ورق بلکہ ریزہ ریزہ کرو۔ تاکہ ان کے اپنے ہاتھوں سے اس معبود کی ذلت ہو۔ اس طرح ہر شخص نے ایک ٹکڑا اس کا پتھروں سے کوٹا۔ اور ذرہ ذرہ بنایا۔ پھر ان ذرات کو اڑا کر سمندر میں بکھیر دیا۔ یہی مضمون پھر تورات میں بھی مل گیا۔ (خروج) ”اور اس نے اس بچھڑے کو جسے انہوں نے بنایا تھا لیا۔ اور اس کو آگ میں جلایا۔ اور اسے باریک پیسکر پانی پر چھڑکا۔ اور اسی میں سے بنی اسرائیل کو پلوایا“۔

## ۱۵۴ - مکالمہ مخاطبہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اصول باندھا ہے۔ کہ الہام کی اعلےٰ قسم یہ ہے۔ کہ بندہ خدا سے سوال کرے۔ اور خدا جواب دے۔ یا اس کے برعکس وہ سوال کرے۔ اور بندہ جواب دے۔ اور یہ سوال جواب کئی کئی دفعہ باتوں کے طور پر آپس میں مسلسل ہوتا رہے۔ گویا دو دوست گفتگو کر رہے ہیں۔ اسی کا نام حضور نے مکالمہ مخاطبہ رکھا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ یہ اعلےٰ اور مقربین کے الہام کی شناخت ہے۔ ورنہ ایک دو لفظ یا ایک فقرہ کبھی زبان پر آجائے تو وہ مشتبہ الہام ہے۔ اور شیطان بھی ویسا الہام کر سکتا ہے۔ قرآن مجید میں اس الہام کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔ وقربناہ نجیًّا - یعنی ہم نے موسےٰ کو باتیں اور گفتگو کر کے یعنی مکالمہ مخاطبہ کے ساتھ اپنا مقرب کیا۔ اس طرح کے سوال و جواب والے نمونے الہام کے بہت سے انبیاء کے قرآن میں درج ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مکالمہ مخاطبہ کا نمونہ رب ارنی کیف تحی الموتےٰ (بقرہ) نیز لوط کی قوم کی سفارش والا مکالمہ (ہود) حضرت حزقیل نبی :- او کالذی مرّ علےٰ قریۃ (بقرہ) حضرت زکریا کا مکالمہ مخاطبہ قال رب انی وھن العظم منّی (مریم) موسےٰ علیہ السلام کا مکالمہ مخاطبہ وما تلک بیمینک یا موسےٰ (طٰہٰ) اور دوسرا رب ارنی انظر الیک (قصص) ان کا لطف تب آئے گا۔ جب آپ قرآن کھول کر یہ سارے سوال و جواب پڑھیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ معراج کی حدیث میں آتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نمونہ میاں عبدالرحیم خاں صاحب پسر نواب محمد علی خان صاحب کے مرض کے متعلق دعا اور شفاعت کے نشان میں پڑھئے۔ لیکن ابلیس سے جو بات چیت قرآن میں درج ہے۔ وہ قربناہ نجیًّا میں داخل نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں بجائے قرب کے لعنت ہے۔ اور بجائے مناجات اور دوستانہ باتوں اور مشفقانہ کلام کے جھگڑے اور ناراضگی کی صورت ہے۔ صرف کثرت الہام نبوت کے لئے کافی نہیں بلکہ کثرت غیب۔ اور مکالمہ مخاطبہ۔

## ۱۵۵ - آیت شہادت فی العدالت

عدالت میں شہادت کے متعلق ایک آیت سورہ نسا میں آتی ہے۔ جس پر عمل کرنا موت کے برابر ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈاک خانہ والے مقدمہ میں اور اپنی جدی جائداد کے مقدمات میں اس پر بھی عمل کر کے دکھا دیا۔ اللّٰھم صل وسلم علیہ وہ یہ ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا قوّامین بالقسط شھداء للّٰہ ولو علےٰ انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیًّا او فقیرًا فاللّٰہ اولیٰ بھما - فلا تتبعوا الھوٰی ان تعدلوا وان تلوا او تعرضوا فان اللّٰہ کان بما تعملون خبیرًا - یعنی اے مومنو! عدل و انصاف کو کبھی نہ چھوڑنا۔ اور ہمیشہ خدا لگتی گواہی رضائے الٰہی کے لئے دینا۔ خواہ وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف پڑے۔ یا تمہارے والدین اور عزیزوں کے مخالف پڑے۔ یہ نہ خیال کرنا۔ کہ ان میں کوئی مالدار ہے۔ تو تمہیں نقصان پہونچائے گا۔ یا غریب ہے۔ بیچارہ مارا جائے گا۔ خدا کے مقابلہ میں امیر غریب کوئی ہستی نہیں رکھتے۔ کہیں نفسانیت تم سے انصاف کا خون نہ کرا دے۔ اگر دبی زبان سے گواہی دو گے۔ یا کچھ باتیں دبا جاؤ گے۔ یعنی whole Truth نہ بیان کرو گے۔ تو یاد رکھو۔ خدا سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔

## ۱۵۶ - قلم کا الٹا بہنا

وما کنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم (آل عمران) جب حضرت مریم کے متکفل ہونے کے متعلق بیت المقدس کے فقیہوں فریسیوں میں تنازعہ ہوا۔ تو یہ فیصلہ ہوا۔ کہ آؤ اپنی اپنی قلمیں بہتے پانی میں ڈالیں۔ جس کی الٹی تیرنے لگے۔ وہ متکفل ہے غرض سب نے قلمیں ڈالیں۔ باقی تو سیدھی پانی کے ساتھ بہنے لگیں۔ صرف حضرت زکریا کی قلم الٹی چلنے لگی۔ یعنی جدھر سے پانی آتا تھا۔ اُس طرف بہنے لگی۔ ناواقف آدمی اسے اچنبھا سمجھے گا۔ حالانکہ یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ جو چاہے آج ہی تجربہ کر کے دیکھ لے۔ پانی خواہ دریا میں بہتا ہو۔ یا نہر میں۔ یا کھیت کی نالی میں۔ اس کا بالکل کنارے کا حصہ زمین کی رگڑ کی وجہ سے اُلٹا بہتا ہے اور درمیانی حصہ سیدھا بہتا ہے۔ پس اگر قلم بالکل کنارے کے پاس تیرائی جائے۔ اور الٹی رَو میں آجائے۔ تو الٹی تیرنے لگے گی۔ یہ بھی قرعہ نکالنے کی ایک ترکیب ہے۔ جسے واقف لوگ استعمال کیا کرتے ہیں۔ مگر عام لوگوں نے بے خبر ہونے کی وجہ سے اسے معجزہ یا کرامت بنا لیا ہے۔

گزشتہ انبیاء کے قصوں میں معجزات کا حصہ بہت شامل ہو گیا ہے۔ جو در اصل معمولی واقعات تھے۔ مگر عجوبہ پسندی نے ان کو کہیں سے کہیں پہونچا دیا۔ یہاں تک کہ اس زمانہ کی ہر چیز معجزہ اور کرامت نظر آنے لگی۔ اور اس کا یہاں تک زور بڑھا۔ کرامت موسویہ کے آگے امت محمدیہ ماند نظر آنے لگی۔

## ۱۵۷ - انسان بھی معیار ہوتے ہیں

ھُم درجٰت عند اللّٰہ (آل عمران) یعنی یہ لوگ خود ”معیار“ اور Standard ہو جاتے ہیں۔ جب مومن اعلےٰ درجوں پر پہنچ جاتا ہے۔ تو وہ معیار بن جاتا ہے۔ جس پر دوسروں کی نیکیوں کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ جیسے عوام الناس میں حاتم طائی سخاوت کا ایک معیار ہے۔ یا رستم بہادری کا۔ یا قیس عشق مجازی کا۔ اور افلاطون عقلمندی کا۔ اسی طرح مسلمانوں میں حضرت علیؓ اور حضرت خالدؓ بن ولید شجاعت میں۔ اور منصورؒ عشق حقیقی میں اور ابراہیم ادہم زہد میں اور حضرت امام حسین رضہ مظلومیت میں معیار مانے جاتے ہیں۔

# جنگ انسانی اخلاق کی پیمائش کا ایک بہت بڑا پیمانہ ہے

## رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جنگ کے متعلق احکام اور آپکا اسوۂ حسنہ

### پیمانۂ جنگ

فرانس کے مشہور فلسفی روسو کا جس کے قلم نے انقلاب فرانس کی تخم ریزی کی یہ مقولہ ہے۔ کہ

"انسانی اخلاق کو ماپنے کا اصل پیمانہ جنگ ہے۔ اور اسی کی پیمائش درست ہوتی ہے"۔

یہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے جس کا اظہار اس فرانسیسی مبصر نے کیا ہے۔ جنگ اپنی ذات میں ایسی چیز نہیں۔ جس کی خواہش کی جائے لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ فی الحقیقت یہ ایک میزان ہے۔ جس کے ذریعہ انسان کے اخلاق کا وزن کیا جاتا ہے کیونکہ جنگ کی صورت میں انسان کے مد مقابل اس کے دوست یا مہربان نہیں ہوتے۔ جن کے لئے اس کے لطیف جذبات رحم و حلم حرکت میں آئیں۔ بلکہ اس کے سامنے اس کے شدید ترین دشمن ہوتے ہیں۔ جن کا تصور ہی اس کے رگ و پے میں جولانی خون پیدا کر دیتا۔ اور اسے غضبناک بنا دیتا ہے۔ پھر یہ کیفیت غیظ و غضب اس کے اخلاق فاضلہ پر بہت اثر ڈالتی ہے۔ اور وہ اپنے حقیقی روپ میں دنیا کے سامنے ظاہر ہو جاتا ہے جس کے بعد دنیا جان لیتی ہے کہ اس کا چہرۂ اخلاق جو دوستوں اور رفیقوں کے معاملہ میں نہائت خوشنما خوبصورت اور خندہ ریز تھا۔ دشمن سے معاملہ کے موقعہ پر کس قدر خوفناک مکروہ اور زشت ہے

### دشمنوں سے حسن سلوک کرنا

دوستوں اور رفیقوں کے ساتھ تو وحشی اور طیور بھی محبت اور بھلائی کا سلوک کرتے ہیں۔ اپنے ہم جلیسوں کے ساتھ جنگل کے درندے بھی شفقت و رافت سے پیش آتے ہیں۔ لیکن دشمن کے ساتھ انصاف اور نیکی وہی کرتا ہے جس میں انسانیت ہو۔ صحیح اور حقیقی اخلاق فاضلہ ہوں۔ اگر ہمارا انصاف صرف ہمارے دوستوں کے لئے ہے دشمنوں کے لئے نہیں۔ تو ہم میں اور ایک درندے میں کچھ فرق نہیں اور ہم میں اور اس کتے میں کوئی فرق نہیں جو اپنے شفیق اور مہربان مالک کے قدموں پر تو لوٹتا ہے۔ مگر راہ چلتوں پر حملہ کرنے سے کبھی نہیں چوکتا۔ اسی لئے حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا ہے۔ "اگر تم پیار کرنے والوں سے پیار کرتے ہو تو تمہارے لئے کیا اجر"۔

### سپین اور چین میں انسان انسانوں کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں

آج دنیا اپنے آپ کو بہت ترقی یافتہ مہذب اور متمدن سمجھتی ہے۔ لیکن صد حیف کہ اس کی تہذیب اور اس کا تمدن جنگل کے درندوں کے تمدن سے کسی صورت میں بھی بہتر نہیں۔ آج مسیح ناصری کو ماننے والی قومیں جنہیں یہ تعلیم دی گئی تھی۔ کہ تمہارے اخلاق اس قدر پاکیزہ اور ملائم ہونے چاہئیں۔ کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپیڑ مارے۔ تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دیں۔ اپنے ہی ہم قوموں سے وہ سلوک کر رہی ہیں۔ جو چوپائے بھی ایک دوسرے سے نہیں کرتے۔ لیکن دعوے یہ ہے۔ کہ علم و عقل اور تہذیب و تمدن کی وہی اجارہ دار ہیں۔ ہسپانیہ اور چین میں کچھ عرصہ سے جنگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ وہاں لڑائی اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ جاری ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ متحاربین تو ایک دوسرے کو قتل کرتے ہی ہیں۔ پر امن باشندوں سے معمور آبادیوں پر بھی ہلاکت کی بارش بدستور جاری ہے۔ شعلہ زار جنگ کے یہ دو آتشکدے انسانی قتل کا ایک ایسا عبرتناک منظر پیش کر رہے ہیں۔ کہ انسان بے اختیار کہہ اٹھتا ہے۔ کہ وہاں درندوں کے چھپنے کے لئے تو جگہ ہے۔ مگر انسان کو سر چھپانے کے لئے کہیں جگہ نہیں ملتی۔ اخبار بین اصحاب خوب جانتے ہیں۔ کہ ہسپانیہ اور چین میں شہروں کے شہر کس طرح آناً فاناً موت کی نیند سلائے جا رہے ہیں۔ کس طرح لاکھوں شہریوں کا فضائی بمباری سے چند ہی گھنٹوں میں بالکل صفایا کر دیا گیا۔ آج فاتح افواج کا مفتوحہ علاقہ میں داخلہ ہلاکت و بربادی کا پیام ہے

### زمانہ ماضی اور حال کی ہولناکیاں

آج سے قبل بھی خونخوار عنصریوں نے بیدردی اور بے جگری کے ہولناک ثبوت پیش کئے ہیں۔ لیکن علم و تمدن کا یہ زمانہ تو اس سے بھی چار قدم آگے نکل گیا ہے سکندر ایران میں داخل ہوا۔ اور اس نے وہاں کا تنکا تنکا نذر آتش کر دیا۔ ایرانی بابل میں داخل ہوئے۔ اور وہاں انہوں نے خون کے سیلاب لاشوں کے تودے اور ذی شان عمارتوں کے کھنڈرات اپنی یادگار چھوڑے ٹیٹس کی افواج کا داخلہ یروشلم انسانوں کا داخلہ نہ تھا۔ بلکہ درندوں کے غول داخل ہوئے تھے۔ جنہوں نے انسانوں کو چیرا پھاڑا۔ اور زندگی کے آثار تک مٹا دیئے۔ خونخوار منگول ایران میں داخل ہوئے۔ اور انہوں نے آبادیوں کے نام و نشان محو کر دیئے۔ یہ سب قدیم زمانہ کے واقعات ہیں۔ لیکن کیا کوئی اہل نظر انصاف سے کہہ سکتا ہے کہ گزشتہ جنگ عظیم میں اس سے کچھ کم تباہی نازل ہوئی یا آج جہاں جہاں جنگ ہو رہی ہے بیگناہ انسانوں کے خون کو کم بے دردی سے بہایا جا رہا ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اب بھی وہی کچھ ہو رہا ہے۔ جو سکندر چنگیز خان اور امیر تیمور کے زمانہ میں ہوتا تھا۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ اس وقت لوگ یہ کہہ کر قتل و غارت کرتے تھے۔ کہ ایسا کرنا ہمارا حق ہے۔ مگر آج یہ کہہ کر لوگوں کو ہلاک کیا جاتا ہے۔ کہ ہم انہیں تہذیب سکھانا چاہتے ہیں۔

### رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

اس کے مقابلہ میں آؤ دیکھیں اس قوم نے جس کا ایک حصہ گو اس وقت مفتوح و مغلوب ہے۔ فاتح و غالب ہونے کی صورت میں کونسے اخلاق کا ثبوت دیا۔ اس ضمن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات جو آپ نے مجاہدین کو دیئے۔ نیز وہ واقعات ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دشمنوں سے کس شفقت آمیز سلوک سے پیش آتے۔ اور دوسروں کو اس کی تلقین فرماتے عرض کئے جاتے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ سے خیبر کی طرف روانہ ہوئے ابھی رات کا کچھ حصہ باقی تھا۔ کہ خیبر کے قریب پہونچ گئے۔ لیکن آپ نے اس وقت دشمن پر حملہ کی اجازت نہ دی۔ اور یہ آپ کا ہمیشہ معمول تھا۔ کہ رات کو حملہ کی اجازت نہ دیتے۔ چنانچہ آپ نے صبح کا انتظار کیا۔ اور نماز کے بعد جنگ شروع ہوئی۔ اس موقعہ پر بعض لوگوں نے اہل خیبر کے مال و اسباب پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ اسی دوران میں کفار کا ایک سردار دوڑتا ہوا آیا۔ اور نہائت گستاخی کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"کیا تمہیں یہ زیب دیتا ہے۔ کہ ہمارے گدھوں کو ذبح کرو۔ ہمارے پھلوں کو کھا جاؤ۔ اور ہماری عورتوں کو مارو پیٹو"۔

اگر کوئی اور حاکم ہوتا۔ تو اس گستاخی کا جواب نوک شمشیر سے دیتا۔ مگر آپ نے جب یہ سنا تو اپنے لوگوں پر سخت برہم ہوئے۔ اور فوراً تمام مسلمانوں کو جمع ہونے کا ارشاد فرمایا۔ اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔

"خدا کی قسم میں نے بار بار تم کو نصیحت کی حکم دیا اور بہت سی باتوں سے روکدیا میں جن چیزوں کو تم پر حرام کر دیتا ہوں وہ بھی محرمات قرآنیہ کی طرح ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ قابل اجتناب ہے۔ خدا نے تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں کیا کہ تم بلا اجازت اہل کتاب کے گھروں میں گھس جاؤ۔ ان کی عورتوں کو مار وپیٹو۔ اور ان کے پھلوں کو کھاؤ" (ابو داؤد)

پھر روائت ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کے لئے نکلے۔ ایک موقعہ پر لوگوں کو سخت بھوک لگی۔ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ جب ان کی بھوک انتہا کو پہنچ گئی تو انہوں نے بکریوں کے ایک گلہ میں سے چند بکریاں پکڑلیں۔ اور انہیں ذبح کر کے گوشت پکانا شروع کر دیا۔ گوشت ابھی ہنڈیوں میں پکایا جا رہا تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوگیا۔ اور حضور تشریف لے آئے۔ حضور نے آتے ہی وہ ہنڈیاں الٹ دیں۔ اور گوشت کے ٹکڑوں کو پاؤں تلے مسلنا شروع کر دیا اور فرمایا "لوٹ کا مال مردار سے بہتر نہیں"

اللہ اللہ عدل و انصاف کا کیسا بے نظیر نمونہ ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پیش فرمایا۔ آج اگر کسی فوج کو انتہائی بھوک کی حالت میں اسی قسم کی صورت حالات پیش آجائے۔ تو کیا یہ بات کسی انسان کے ذہن میں آسکتی ہے کہ وہ دشمن کے ریوڑوں کے ریوڑ اپنے لئے جائز نہیں سمجھیگی

یہ تھا وہ آئین جنگ جسکی موجودگی جنگ میں بھی امن اور رحمت کا موجب بن سکتی۔ اور بنتی رہی ہے یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جنگیں جنگیں نہیں تھیں۔ بلکہ امن اور صلح کا پیغام تھیں۔ اور آپ کے بے نظیر اخلاق فاضلہ کے ظہور کا ذریعہ مسلمان ایک لمبے عرصہ تک اُس اسوہ پر کاربند رہے۔ اور جب تک کاربند رہے۔ ان کا قدم ترقی کی منازل سرعت کے ساتھ طے کرتا رہا۔

حفظانِ صحت

# رُوحانیت کیلئے جسمانی صحت کی ضرورت ہے

## کھانا کب اور کس طرح کھانا چاہیئے

### معدہ لچکدار تھیلا ہے

معدہ ایک لچکدار تھیلا ہے۔ اگر اس میں غذا ٹھونستے جائیں۔ تو وہ پھیلتا جاتا ہے۔ مگر ایسی صورت میں اس کی وہ حرکت بہت کمزور ہو جاتی ہے۔ جو غذا کو ہلا جلا کر اور دیگر رطوبات کے ساتھ ملا کر ہضم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اس کے بعد کھانا انتڑیوں میں جاتا ہے۔ اور مختلف صورتوں میں دیگر اعضاء میں بھی جاتا ہے وہاں بھی ہر عضو کے لئے خاص افعال مقرر ہیں۔ جن کو اُن اعضاء کا ہضم کہتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہر مقام پر فضلات کے اخراج کا فعل ہے یہ ایک لمبی بحث ہے۔ جو طب کی کتابوں میں نہایت تفصیل سے لکھی ہے۔ میں اس میں پڑنا نہیں چاہتا۔ ہاں اسقدر بیان کر دینا ضروری ہے۔ کہ کھانے کے متعلق ایک اہم فعل اس کو ہضم کرنا اور جزو بدن بنانا ہے۔ اور دوسرا فعل اس کے فضلات اور بقیہ ردی مادوں کا اخراج ہے۔ یہ دونوں فعل یکساں ضروری ہیں۔ پہلے کے متعلق غفلت اگر کمزوری کا باعث ہوتی ہے تو دوسری سے لاپرواہی یا اس فعل میں روک فضلات کے جسم کے اندر بند رہ کر متعفن ہو جانے سے کئی زہروں کی پیدائش کا باعث بن جاتی ہے جس سے مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے بعض مہلک ثابت ہوتی ہیں۔ اول الذکر کا نقص تو بعض اوقات مہینوں تک انسانی زندگی کو ختم نہیں کر سکتا۔ مگر آخر الذکر نقص کی وجہ سے بعض اوقات فوری طور پر زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

الغرض بیماری خواہ کوئی بھی ہو عموماً وہ ہضم اور اخراج فضلہ کے نقائص کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس لئے ان معاملات میں انسان کو چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو۔ قوانین صحت کی پیروی احتیاط سے کرے۔ اور بعد ازاں اپنی زندگی اور صحت کا معاملہ خدا کے حوالے کر دے۔

کھانے کے متعلق پہلی احتیاط تو یہ ہے۔ کہ صحت بخش اور سادہ غذاؤں کا انتخاب کیا جائے۔ اور کوئی غذا اس وقت تک منہ میں نہ ڈالی جائے جب تک اس کے لئے اشتہائے صادق پیدا نہ ہو جائے۔ پہلے یہ بتایا جا چکا ہے کہ بہت سی صورتوں میں ایسی اشتہا بھی پیدا ہوتی ہے۔ جس کو بظاہر ایک طبعی تقاضہ کہہ سکتے ہیں۔ مگر نتائج بتاتے ہیں۔ کہ وہ اشتہائے صادق نہیں ہوتی۔ اس لئے انسان کے لئے یہ جاننا نہایت ضروری ہے۔ کہ اشتہائے صادق کیا چیز ہے۔ اور اس میں اور مطلق خواہش طعام میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔

### اشتہائے صادق کیا ہے

اشتہائے صادق دراصل ہے تو ایسی چیز جس کی شناخت کے لئے ایک ایسے انسان کو جس نے غلط طریقوں پر کاربند رہ کر اپنی طاقت امتیاز کو نکما نہ کر دیا ہو۔ کوئی خاص علامت بتانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ وہ جس طرح عام طور پر جھوٹ اور سچ میں امتیاز کرنے کی ایک قوت رکھتا ہے۔ اسی طرح اشتہائے صادق اور کاذب میں امتیاز کرنے کی ایک اندرونی قوت اسے حاصل ہونی چاہیئے۔ جو اس کی ہمیشہ اس بارہ میں صحیح رہبری کرے مگر چونکہ اس قوت کا وجود نادر ہے اور اس کے ازسرنو نشوونما پانے کے لئے ایک مشق کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس کی کچھ علامات جو قائلین طبعی حفظانِ صحت نے لکھی ہیں۔ بیان کرنے کی ضرورت ہے

اشتہائے صادق دراصل اسوقت پیدا ہوتی ہے جب سابقہ کھائے ہوئے کھانے کا وہ حصہ جس میں جزو بدن بننے کی اہلیت ہو۔ جزو بدن بن چکتا ہے۔ اور باقی جسکو بطور فضلہ خارج ہونا ہے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب جسم انسانی کے متعلقہ قویٰ اس بڑی ذمہ داری اور محنت کے کام سے جس کا نام ہضم طعام ہے۔ فارغ ہو کر نہ صرف آرام کرنا شروع کر دیتے ہیں بلکہ ایک کافی عرصہ آرام کر چکتے ہیں۔ اس لئے حقیقی اشتہا جو قوائے انہضام کے آرام حاصل کر لینے کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔ کوئی ضعف کی حالت نہیں بلکہ وہ قویٰ کی جانب سے مطالبہ ہے کہ سابقہ مشقت سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اب ہم پھر اس قابل ہو گئے ہیں کہ ہمیں غذا کو جسم انسانی کی شکل میں تبدیل کرنیکا مزید کام دیا جائے۔ اس حالت کا پیدا ہونا بجز ایسے شخص کے جو سخت مریض ہو ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ بشرطیکہ اس کے لئے کافی دیر انتظار کیا جائے۔ اشتہائے کاذب محض گھونٹ گھونٹ پانی پی لینے سے خواہ ٹھنڈا ہو یا گرم دور ہو جاتی ہے۔

عام طور پر ہم کو اشتہائے صادق کا تجربہ کرنیکا موقعہ بہت کم ہوتا ہے کیونکہ ہم نے بھوک کو ایک خوفناک چیز سمجھ رکھا ہے۔ اور ہماری عادت ہے۔ کہ جہاں ہم کو وہم بھی ہوا کہ بھوک لگے رہی ہے۔ ہم جھٹ کچھ کھا لیتے ہیں اور اس مزعومہ نامبارک مہمان کو آنے سے روک دیتے ہیں

اگر یہ طریق صحیح نہیں - ہمیں چاہیئے - کہ اشتہائے صادق کی آمد کا انتظار صبر سے کریں اور اسے اپنی پوری شان سے آنے دیں - اس وقت سادہ سے سادہ غذا وہ لطف دیتی ہے جو دوسرے وقت میں نہایت پرتکلف غذا بھی نہیں دیتی جن لوگوں کو روزوں میں یا اتفاقاً دورہ وغیرہ پر کھانا نہ ملنے سے کبھی اس کا تجربہ حاصل ہوا ہو وہ تصدیق کر سکیں گے کہ اس وقت سادہ سے سادہ کھانا کس قدر مزہ دیتا ہے

## اشتہائے صادق کی اصلی پہچان

اشتہائے صادق کی اصلی پہچان تو جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے ایک وجدانی کیفیت ہے - مگر اس کی چند مادی علامات بھی بیان کی جا سکتی ہیں

اول اس وقت معدہ سابقہ غذا سے بالکل خالی ہوتا ہے اور یہ تب ہوتا ہے جب اس میں کسی قسم کا ثقل محسوس نہ ہو اور اس میں سے نہ صرف خودبخود ایسی ہوائیں نہ اٹھ رہی ہوں جن میں سابقہ خوراک کی یا کسی اور قسم کی بو پائی جاوے -

(۲) اس وقت فضلہ خوراک کا بکلی جسم سے خارج ہو چکا ہو - اس کی وجہ سے جسم کے کسی حصہ میں کچھ بوجھ محسوس نہ ہوتا ہو اور باوجود کام کرنے کے کوئی تکان وغیرہ محسوس نہ ہو بلکہ ایک اطمینان اور بشاشت حاصل ہو - کیونکہ تکان - کسل اور ضعف کی موجودگی عام طور پر اس امر کی علامات ہیں کہ ابھی ردی فضلات جسم میں موجود ہیں - بعض اوقات ان کو خارج کرنے کے لئے ایک ہلکے انیما کی مدد لی جا سکتی ہے یا ورزش کی جا سکتی ہے کیونکہ پاخانہ کے علاوہ فضلات تنفس پسینہ اور پیشاب کے ذریعہ سے بھی خارج ہوتے ہیں -

۳ - جسم اور دماغ ہلکے محسوس ہوں اور معمولی کاروبار کے لئے ان میں قوت خوشی - زود فہمی اور ذکاوت حس پیدا ہو چکی ہو - ایسے وقت میں قوئی جسمانی قوت ممیزہ کے ہاتھ میں ایک صحیح اور تیز اوزار کی طرح کام کرنے کو تیار رہتے ہیں - اس وقت بھوک کی آمد آمد ہوتی ہے اور یہی وقت ہے - جو انسان کے لئے عبادت غور و فکر - مطالعہ اور دوسرے لطیف کاموں بلکہ دستی محنت کے لئے بھی موزوں ترین ہے - بعض اوقات ایسے کام کے دوران میں اشتہائے صادق نمودار ہو جاتی ہے - جب ایسا ہو تو کام کو اس وقت تک جاری رکھنا چاہیئے کہ اشتہا اپنے پورے جوبن پر آ جائے پھر تھوڑے سے آرام کے بعد یا اگر غسل کو دل چاہے تو غسل کے بعد کھانا کھا لینا چاہیئے - اشتہائے صادق کا یہ خاصہ ہے کہ وہ پرسکون ہوتی ہے اور فوری کھانے کے لئے اس کا تقاضہ نہیں ہوتا - نہ اس کا تقاضا اعلیٰ درجہ کے خوش ذائقہ کھانے کے لئے ہوتا ہے - بلکہ وہ ایک سادہ سے سادہ غذا کا مطالبہ کرتی ہے - اور بھی علامات ہو سکتی ہیں مگر انسان ان کا خود تجربہ کر سکتا ہے - بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جس طرح جب کوئی شخص کسی چیز یا انسان کی پوری طرح شناخت کر لیتا ہے تو پھر اس کو شناخت کرنے کے لئے ضروری نہیں ہوتا کہ اس کے خد و خال کی تفصیل کے لئے قوت حافظہ پر زور ڈالا جائے - بلکہ اس کا سامنے آ جانا ہی اس کی شناخت کے لئے کافی ہوتا ہے اسی طرح حقیقی بھوک یا اشتہائے صادق سے جب پوری شناسائی ہو جائے تو علامات کی بحث درمیان سے اٹھ جاتی ہے -

ہاں جب کھانا کھایا جائے تو یہ یاد رہے کہ تمام قوئی نے جن کے سپرد کھانا ہضم کرنے وغیرہ کا کام ہے ایک معینہ مقدار قوت حیات کی مدد سے یہ کام کرنا ہے - اس لئے نہ تو اس قدر کھانا کھایا جائے جو اس کے تناسب سے زیادہ ہو اور نہ اختیاری حصہ کار میں یعنی کھانے کے چبانے میں کوتاہی کی جائے کیونکہ اگر دانتوں سے ان کا معینہ کام نہ لیا جائے گا - تو معدہ پر اپنے فرض سے زیادہ مشقت پڑے گی اور ایسا کرنے میں کچھ تو وہ اس قوت حیات پر تصرف بیجا کرے گا - جو دراصل اخراج فضلات کے لئے وقف تھی دوسرے بوجھ زیادہ ہونے کے باعث اس کام کو ٹھیک طرح نہیں کریگا - اور امعاء میں غذا ایسی صورت میں گذارے گا کہ وہ ابھی ان کے لائق نہیں ہوگی اور اس طرح ان کو بھی زیادہ کام کرنا پڑے گا - نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ قوت حیات جو فضلات کے خارج کرنے کے لئے مخصوص تھی بہت حد تک اس مرحلے پر پہنچنے سے پہلے ہی صرف ہو چکی ہوگی اور فضلات کے اخراج میں روک پیدا ہو کر کئی قسم کی زہریں اور بیماریاں پیدا ہو جائیں گی جن سے جسم انسانی کے تمام اجزاء کم و بیش حصہ نہیں لیں گے اور جو عضو کمزور ہوگا - وہ خصوصیت سے بیماری کا تختہ مشق بنے گا

## اشد ضروری امر

الغرض یہ اشد ضروری ہے کہ کھانا جب تک اشتہائے صادق پیدا نہ ہو کھایا نہ جائے - وہ لوگ سخت غلطی پر ہیں جو کہتے ہیں کہ کھانا اس وقت کھا لینا چاہیئے - جب ابھی سابقہ غذا کم و بیش معدہ میں موجود ہو - ایسا کرنے سے قوت حیات جدید کھانے کے ہضم کرنے کی طرف مائل ہو جاتی ہے اور اخراج فضلات کا کام دہرا کا دہرا رہ جاتا ہے اس کا نتیجہ ہوتا ہے - تکان - سستی - کسل اور بیماری

ہاں بعض امور ایسے ہیں جو بعض اوقات اشتہائے صادق کو جب وہ پیدا ہو دبا دیتے ہیں اور اس وقت باوجود حقیقی بھوک کی موجودگی کے دل و دماغ اور جسم ہلکے پھلکے محسوس نہیں ہوتے نہ راحت و سکون میسر آتا ہے یہ بطور مثال زیادہ غم یا زیادہ خوشی یا زیادہ جوش کے وقت پیدا ہوتا ہے ایسی حالت میں انسان کو چاہیئے - کہ اپنے اندر سکون پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے - آرام کرنا - ٹھنڈا پانی پینا - نہانا اس حالت میں سکون پیدا کرنے کے معاون ہوتے ہیں -

## پیاس کا ذکر

بھوک کے ذکر کے بعد پیاس کا ذکر کر دینا بھی مناسب ہوگا - پیاس حقیقی بھی ہمیشہ پانی کے لئے ہی ہوتی ہے - جس کی جسم انسانی کو ضرورت ہے - یہ تقاضہ جب پیدا ہو تو اس کو پورا کر دینا چاہیئے - ہاں جب یہ تقاضہ پانی کے لئے نہ ہو بلکہ چائے یا کافی یا شربت یا لیمونیڈ وغیرہ کے لئے ہو تو اس کو حقیقی تقاضہ نہیں سمجھنا چاہیئے - اور اس کو پیاس نہیں کہنا چاہیئے بعض اوقات حقیقی پیاس پیاس کی شکل میں نمودار نہیں ہوتی - بلکہ اعصاب میں درد یا تکان وغیرہ کی صورت میں نمودار ہوتی ہے اس وقت گھونٹ گھونٹ کر کے تازہ ٹھنڈا پانی تھوڑی تھوڑی مقدار میں پینا بہت مفید ہوتا ہے -

معدہ انسان کا ایک نہایت ضروری عضو ہے - مگر جو بدسلوکی اس کے ساتھ ہوتی ہے وہ حد سے بڑھی ہوئی ہے - اگر خدا کبھی معدے کو طاقت گویائی دے تو وہ اپنی مظلومیت کی داستان سنا کر ہمیں بہت خفیف کر سکتا ہے اور بتا سکتا ہے کہ جو ملازم مزدوری کرتا ہے - اس کو بھی چوبیس گھنٹوں میں سے نصف سے زیادہ وقت آرام کے لئے دیا جاتا ہے - پھر اس کو ہفتہ وار تعطیل بھی ملتی ہے مگر یہ وفادار غلام ہر وقت کام کے بوجھ میں دبا ہوا ہے - اور وہ محض اس لئے کہ انسان کی زبان لذت ذائقہ سے لطف اندوز ہے - سہ

مشق اندوہ سے اک روز نہیں ہیں بیکار
میرے ہفتے میں نہیں کوئی بھی روز تعطیل

پھر جب اس بد استعمالی کے نتیجہ میں بیماری پیدا ہوتی ہے تو ناشکرگزار انسان غریب معدہ کو کوستا ہے کہ یہ کام نہیں کرتا - حالانکہ اس وقت اسے چاہیئے کہ اپنی زبان کو کوسے جس کے مزہ کے لئے اس نے غریب معدہ کو اس حالت تک

پہونچایا ہے۔ کہ وہ مزید کام کرنے سے انکار کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔

معدہ کا یہ نوحہ ملا یا زبان میں کسی شاعر نے کیا ہے۔ جس کا منظوم ترجمہ کسی قدر اضافہ کے ساتھ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ اور اسی پر اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔

## انسان سے معدہ کا خطاب

عرض کرتا ہوں ذرا غور سے سن لے پیارے
دکھ اٹھائے ہیں بہت تیرے مزدوں کے مارے
نصف ساعت بھی نہیں دیتا ہے آرام مجھے
کام گو لاکھوں ہیں پر کھانے سے ہے کام تجھے
ذائقہ طلب زبان رہتی ہے تیری ہر دم
اس کی خاطر مجھے مصروف ہے رکھتا پیہم
تیرے نوکر کو بھی گھوڑے کو بھی آرام ملے
ایک معدہ ہی ہے۔ ہر وقت جسے کام ملے
یاد حق کو تیرا جینا ہے۔ تو جینے کو غذا
تو سمجھتا ہے فقط کھانے کو ہے جینا تیرا
میری وسعت بھی ہے محدود قویٰ بھی محدود
اور جو تو سمجھے تو ہے تیری غذا بھی محدود
آخر ش سوچ بھلا کیسے نبھے گی یہ چال
سخت محنت سے کیا تو نے جو مجھ کو بدحال
ہار کر تیرا غلام آپ ہی رہ جائے گا
یاد رکھ سخت پھر اس ظلم پہ پچھتائے گا
ہاں جا ماں ابھی وقت ہے بچ جائیگا
بعد میں فائدہ کچھ ہوگا نہ پچھتانے کا

خاکسار
مولا بخش پریذیڈنٹ ٹون کمیٹی
شعبہ حفظان صحت قادیان

# وصیتیں

**نمبر ۵۰۱۶** منکہ امۃ العزیز بیگم بنت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قوم مغل عمر ۱۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۸-۴-۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد منقولہ تقریباً سو روپے کا زیور ہے۔ اور جائیداد غیر منقولہ بصورت چھ گھماؤں زرعی اراضی واقع موضع راجپورہ تحصیل و ضلع گورداسپور قیمتی اندازاً دو سو روپیہ یا سوا دو سو روپیہ ہے۔ اور اس کے علاوہ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ البتہ مجھے حضرت والد صاحب محترم کی طرف سے عـ٥ ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں سو میں اپنی جائیداد منقولہ کا ۱/۳ اور جائیداد غیر منقولہ کا ۱/۳ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتی ہوں اور اپنی ماہوار آمد کا بھی ۱/۳ حصہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ نیز میری وفات پر جو بھی جائیداد علاوہ جائیداد مندرجہ بالا کے میری ملکیت ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہو گی خواہ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ۔

الامتہ:۔ امۃ العزیز بیگم بقلم خود

گواہ شد:۔ مرزا محمود احمد
گواہ شد:۔ مرزا بشیر احمد

**نمبر ۵۰۱۷** منکہ بھاگ بھری زوجہ ملک عطاء اللہ صاحب قوم اعوان عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۳۸ء ساکن دوالمیال ضلع جہلم۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۸-۳-۲۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اسوقت مندرجہ ذیل جائیداد ہے

| | |
|---|---|
| حق مہر بذمہ خاوند | ۵۰۰/۰ |
| چوڑیاں طلائی | ۱۱۰/۰ |
| کانٹے طلائی | ۹۰/۰ |
| کل | ۷۰۰/۰ |

میں اس کل جائیداد مالیتی ۷۰۰/۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میری وفات کے بعد اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اگر میں کوئی رقم یا حصہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل کر دوں تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت زر وصیت سے منہا کر دی جائے گی۔ الامتہ بھاگ بھری بقلم خود

گواہ شد عطاء اللہ بقلم خود خاوند موصیہ

گواہ شد۔ محمد اسلم بی۔ اے بقلم خود محلہ دار الرحمت قادیان۔ گواہ شد محمد امیر عفا اللہ عنہ بقلم خود

**نمبر ۵۰۲۷** منکہ مسماۃ زینب بنت مرزا غلام نبی قوم مغل عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن حال گجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۸-۴-۱۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ایک جوڑی کلنٹے طلائی وزنی ۳ ماشہ قیمت نو روپے ایک سو روپیہ نقد جو میرے والد صاحب نے میرے زیور کے لئے دیا ہوا ہے اس کل مجموعی ۱۰۹/۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں وصیت کرتی ہوں۔ اگر کوئی رقم میں اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ کو ادا کر دوں گی تو وہ اس میں سے وضع کر دی جائے۔ اور اگر میری وفات پر اس جائیداد کے علاوہ کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہو گی۔

الامتہ۔ زینب بقلم خود۔ گواہ شد مرزا غلام نبی والد موصیہ گواہ شد محمد بخش میر امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ



## احمدیہ سپلائی کمپنی لمیٹڈ

جملہ حصہ داران و قرض خواہاں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء کو حصہ داران کے ایک غیر معمولی اجلاس واقعہ نیر کا بنچ قادیان کی ایک قرارداد کے رو سے احمدیہ سپلائی کمپنی لمیٹڈ قادیان کے کاروبار کو بند کرنا اور چوہدری محمد یوسف بی۔ اے۔ ایل ایل بی پلیڈر بٹالہ کا تقرر بحیثیت لیکوڈیٹر منظور کر لیا گیا۔

**چیئرمین احمدیہ سپلائی کمپنی لمیٹڈ**

# ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں



**استنبول** ۲۰ اپریل۔ اطلاع مظہر ہے کہ ترکی کے صوبہ اناطولیہ میں زلزلہ سے ہولناک تباہی رونما ہوئی۔ نقصانات کی تفاصیل ابھی تک معلوم نہیں ہوئی۔ تاہم معلوم ہوتا ہے کہ خوفناک جھٹکوں نے تمام علاقہ تہ و بالا کر دیا ہے۔ جس سے بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ ساحلی علاقہ زیادہ تباہ ہوا ہے۔ پندرہ دیہات بالکل ناپید ہو گئے ہیں۔ ۱۲۵۰ اشخاص ہلاک ہو گئے اور زخمیوں کا کوئی شمار

**لاہور** ۲۱ اپریل۔ اطلاع مظہر ہے کہ آج صبح ۵ بج کر ۱۰ منٹ پر ہندوستان کے بلند پایہ شاعر سر محمد اقبال انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

**فیض** ۲۰ اپریل۔ فرانسیسی مراکش میں خوفناک فساد ہو گیا۔ فرانسیسی ریذیڈنٹ جنرل نے اعلان کیا ہے کہ اس وقت تک چالیس اشخاص حراست میں لئے جا چکے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ الجزائر میں بھی یہی کیفیت پیدا ہو رہی ہے۔

**بمبئی** ۲۰ اپریل۔ کل بندرگاہ بمبئی کے سات کانگرسیوں کو اس الزام کے ماتحت گرفتار کیا گیا۔ کہ وہ لونگ پر پکٹنگ کر رہے تھے۔

**برلن** ۲۰ اپریل۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آرچ ڈیوک آٹو کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے گئے ہیں آرچ ڈیوک آسٹریا کے تخت کا دعویدار رہ چکا ہے۔ اور آج کل بیلجیم میں مقیم ہے۔ جہاں سے گرفتار کر کے اسے برلن لایا جائیگا۔ اس کے خلاف غداری کا الزام ہے۔

**پٹنہ** ۲۰ اپریل۔ حکومت ہند کے مجوزہ لاء ممبر سر سمتھ کی چلتی ٹرین میں لوٹ لئے گئے۔ واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں۔ کہ سر سمتھ اپنی اہلیہ کے ساتھ کلکتہ سے پٹنہ کی طرف فرسٹ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ آسنسول پہنچنے کے بعد وہ دونوں سو گئے۔ صبح جب بیدار ہوئے تو دونوں کے سر چکرا رہے تھے ذرا آرام محسوس کرنے کے بعد جب انہوں نے اپنی چیزوں کا جائزہ لیا۔ تو معلوم ہوا کہ ۴۰۰ روپیہ نقد ایک طلائی گھڑی اور دیگر ایک دو اشیاء گم ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ چوری کی واردات سے قبل دونوں کو کلوروفارم سے بے ہوش کر دیا گیا۔

**لاہور** ۲۰ اپریل۔ آج احراریوں کی مجلس عاملہ کا اجلاس تحریک سول نافرمانی بند کر دینے کے سوال پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا لیکن کسی فیصلہ پر پہنچنے کے بغیر کل پر ملتوی ہو گیا

**ٹوکیو** ۲۰ اپریل۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جاپانیوں نے چین کے صوبہ شنٹنگ پر جو دوبارہ حملہ کیا ہے وہ کامیاب رہا ہے۔ اور جاپانیوں نے لنگ ھائی پر قبضہ کر لیا ہے۔

**بمبئی** ۲۰ اپریل۔ معلوم ہوا ہے مسٹر گاندھی فرقہ وارانہ مسئلہ کے متعلق مسٹر جناح سے گفتگو کرنے کے لئے ۲۸ اپریل کو بمبئی آ رہے ہیں۔

**لنڈن** ۲۰ اپریل۔ معلوم ہوا ہے حکومت برطانیہ نے جہازوں کی تعمیر کا ایک پروگرام مرتب کر لیا ہے۔ مزدوروں کی مجالس کو لکھا گیا ہے کہ کارخانوں میں جہاز سرعت سے بنائے جا سکیں۔ ممکن ہے۔ کارخانوں میں مزدوروں کی تعداد دوگنی کرنی پڑے تاکہ دن رات کام ہو سکے۔

**بنوں** ۲۰ اپریل۔ یہاں سے کچھ فاصلہ پر ریلوے لائن کے پاس ایک دیسی ساخت کا بم پایا گیا۔ جس کے پھٹنے سے ایک دیہاتی ہلاک ہو گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دیہاتی گھاس کاٹ رہا تھا کہ اس کی درانتی کی ٹھوکر سے ایک مدفون بم پھٹ گیا جس سے وہ اسی وقت ہلاک ہو گیا

**بمبئی** ۲۰ اپریل۔ سہ شنبہ کو کماٹی پورہ میں چند شرارتیوں نے دو اشخاص پر حملہ کیا۔ ان دو حادثوں کے سوا اور کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوا۔ ابھی تک بدمعاشوں کی گرفتاریاں بدستور جاری ہیں۔ اس وقت تک ۱۲۰۰ گرفتاریاں عمل میں لائی جا چکی ہیں۔ پولیس نے مشتبہ لوگوں کی تلاشی لے کر سینکڑوں چاقو اور دوسرے مہلک ہتھیار برآمد کئے ہیں

**کلکتہ** ۲۰ اپریل۔ معلوم ہوا ہے انڈین سول سروس کے دو یورپین ممبروں نے حکومت بنگال کے سکرٹریٹ میں اعلیٰ ممبروں پر مقرر تھے استعفے داخل کر دیتے ہیں اور انگلستان چلے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک کا استعفیٰ منظور ہو گیا ہے۔ دوسرے کا استعفیٰ زیر غور ہے

**کراچی** ۲۰ اپریل۔ آج کرنسی آفس میں ڈاکہ کی ایک واردات عمل میں آئی واقعات یہ ہیں کہ ایک خوش پوش آدمی ایک پارسی کی توجہ دوسری طرف ہٹا کر اس کے دس دس روپے والے ۷۴ نوٹ لے کر فرار ہو گیا۔ پارسی حیران رہ گیا۔ اور ڈاکو آنا فانا غائب ہو گیا۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

**لاہور** ۲۰ اپریل۔ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کا آئندہ اجلاس ۲۰ جون ۱۹۳۸ء کو شملہ میں منعقد ہوگا۔ اس اجلاس میں چند مطالبات زر کے علاوہ اسمبلی کی کارروائی کے متعلق قواعد پیش ہونگے۔ نیز ایک بل پیش کیا جائیگا جس کا منشا یہ ہوگا کہ کسی قرضہ کے سلسلہ میں کوئی زمین یا جائداد جو ایکٹ انتقال اراضی کی رو سے قرق نہیں ہو سکتی۔ اس پر ریسیور نہ مقرر کیا جائے تاکہ ایکٹ مذکورہ کے منشا کی خلاف ورزی نہ ہو سکے۔

**پشاور** ۲۰ اپریل۔ آج وائسرائے ہند نے شمال مغربی سرحد میں لنڈی کوتل کے علاقہ کا دورہ کیا۔ ایک قبائلی جرگہ وائسرائے کی خدمت میں پیش ہوا۔ جس نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے درخواست کی۔ کہ ان کے نوجوانوں کو دوبارہ فوج میں بھرتی کیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو نوجوانوں کو قابو میں رکھنا مشکل ہو جائیگا کیونکہ اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ وائسرائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ آپ نے فوج میں بھرتی کے لئے جو درخواست پیش کی ہے۔ میں اس پر غور کرونگا۔ حکومت ہند چاہتی ہے کہ قبائل کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کرے۔ وائسرائے کی تقریر کے بعد گورنر صوبہ سرحد نے تقریر کا ترجمہ پشتو میں کیا۔

**لنڈن** ۲۰ اپریل "ہندوستان ٹائمز" کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ موجودہ آثار و قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۴۰ء میں جب فیڈریشن کا نفاذ عمل میں آئے گا۔ تو اس موقع پر ملک معظم بھی دربار تاجپوشی منعقد کرنے کے لئے ہندوستان تشریف لائیں گے۔

**احمد آباد** ۲۰ اپریل معلوم ہوا ہے ریاست مانسہ نے مالیہ میں پچیس فیصدی تخفیف کا اعلان کر دیا ہے۔ لیکن سول نافرمانی کرنے والی کمیٹی نے مطالبہ کیا ہے کہ جب تک پچاس فیصدی تخفیف نہ کی جائیگی۔ اور ریاست کے نظم و نسق میں عوام کو حصہ نہ دیا جائیگا۔ سول نافرمانی جاری رہے گی۔

**پٹنہ** ۲۰ اپریل۔ معلوم ہوا ہے حکومت بہار نے کانگرس کے رنگے جھنڈے کو ہندوستان کا قومی جھنڈا قرار دے دیا ہے۔ اور صوبہ کی سرکاری عمارتوں پر اس کے لہرانے کی اجازت دیدی ہے۔

**کلکتہ** ۲۰ اپریل۔ بنگال اسمبلی کے ان مسلمان ممبروں سے جو فضل الحق کی پارٹی سے ٹوٹ کر حزب مخالف میں جا ملے تھے۔ مسٹر جناح اور مولانا شوکت علی گفت و شنید کر رہے ہیں اس گفتگو کا کوئی نتیجہ ابھی تک برآمد نہیں ہوا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ مصالحت یقینی ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ مسٹر فضل الحق کی وزارت اس مصالحت کے نتیجہ میں پہلے کی نسبت زیادہ مضبوط ہو جائے گی۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی